(S_1998_2_1_7)

سپریم کورٹ رپورٹس (1998) SUPP.2 ایس سی آر

آرول نادر

بنام

مجاز افسر، زرعی اصلاحات

22 ستمبر 1998

(ایم۔ایم۔ پنچھی، چیف جسٹس، جی۔ بی۔ پٹنائک اور اے۔ پی۔ مسرا، جسٹسز)

کرایہ داری اور قانون اراضی:

تمامل ناڈو لینڈ ریفارمز (زمین پر حدود کا تعین) ایکٹ، 1961:

دفعہ 21-اے-ایک محدود مدت کے لیے منتقلی کی تعطیل کے لیے فراہم کی گئی-کارروائی کے زیر التواء ہونے کے دوران پیرنٹ ایکٹ میں شامل کی گئی دفعہ-قابل اطلاق-منعقد: دفعہ 21-اے اس طرح کی زیر التواء کارروائیوں پر لاگو ہوتی ہے-ٹی۔ این۔ زرعی اصلاحات (زمین کی حدود میں کمی) ایکٹ، 1970۔

دفعہ 21-اے-غیر متزلزل شق-منعقد: پابندی کا مطلب دینے کا کوئی جواز نہیں-دفعہ 21-اے دفعہ 22 یا ایکٹ کی کسی دوسری شق یا فی الحال نافذ العمل کسی دوسرے قانون کو غالب اثر دیتی ہے۔

قوانین کی تشریح:

بنیادی اصول-لفظی تشریح-ایکٹ کا ارادہ یا مقصد-کی جانچ-ضرورت-منعقد: جب کسی قانون کی زبان غیر مبہم ہو تو ضروری نہیں۔

اپیل کنندہ زرعی زمینوں کا مالک تھا اور تمامل ناڈو لینڈ ریفارمز (زمین پر حدود کا تعین) ایکٹ، 1961: کے نافذ ہونے کے بعد اس نے کچھ اور زمین خریدی۔مجاز افسر نے اپیل کنندہ کے بعد کے حصول کو مدنظر رکھا اور طے کیا کہ اس کے پاس اضافی زمین ہے۔

اپیل کنندہ زمین کے مالک نے اعتراض دائر کرتے ہوئے کہا کہ دو بندوبست دو نابالغ بیٹوں کے حق میں انجام دیے گئے تھے؛ کہ یہ لین دین ایکٹ کی دفعہ 21-اے کے تحت درست تھے اور اس لیے، اس طرح منتقل کی گئی زمینوں کو اپیل کنندہ کی ملکیت والی اضافی زمین کے حساب سے خارج کر دیا جانا چاہیے۔دفعہ 21-اے کو پرنسپل ایکٹ کے تحت کارروائی کے زیر التواء ہونے کے دوران ٹی این ایکٹ 17 کے ذریعے ایکٹ میں شامل کیا گیا تھا۔مجاز افسر نے اعتراض کو مسترد کر دیا اور اپیل بھی مسترد کر دی گئی۔عدالت عالیہ نے نظر ثانی کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ دفعہ 21-اے پرنسپل ایکٹ کے تحت زیر التواء کارروائی پر لاگو نہیں تھی لہذا یہ اپیل۔

مدعا علیہ کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ ٹی این ایکٹ 17 کا مقصد چھت کے رقبے کو کم کرنا ہے اور اس لیے اگر دفعہ 21-اے زیر التواء کارروائی پر لاگو ہوتی ہے تو مذکورہ مقصد مایوس ہو جائے گا۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد.1.1: ٹی۔این۔لینڈ ریفارمز (زمین پر حد کا تعین) ایکٹ، 1961 کی دفعہ 21-اے کا اطلاق اس کارروائی پر ہوتا ہے جو اس دفعہ کو پیرنٹ ایکٹ میں شامل کرنے کی تاریخ پر زیر التوا تھی حالانکہ کارروائی پیرنٹ ایکٹ کے تحت ہی شروع کی گئی ہوگی۔لہٰذا، عدالت عالیہ نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے غلطی کی کہ دفعہ 21-اے کا کوئی اطلاق نہیں ہوگا کیونکہ پیرنٹ ایکٹ کے تحت چھت کی کارروائی شروع کی گئی تھی۔

[C-D-6]

وی-گوپال ریڈیار بنام ریاست ٹی۔این، (1995) ضمیمہ 2ایس سی سی 481؛ سوسیلا دیوی امال بنام ریاست مدراس، [1993] 1ایس سی سی 462اور ایم۔کے۔ہریہرا آئیر بنام مجاز افسر، لینڈ ریفارمز، ترونیل ویلی، (1990) ضمیمہ ایس سی سی 182، پر انحصار کیا۔

اے۔جی۔وردراجولو بنام اسٹیٹ آف ٹی۔این۔[1998] 4ایس۔سی۔سی۔211، پر انحصار کیا۔

1.2۔ مدعاعلیہ کی یہ دلیل کہ ایکٹ کا مقصد حد کے رقبے کو مزید کم کرنا ہے، دفعہ 21-اے، اگر زیر التواء کارروائی پر لاگو کیا جاتا ہے، تو مذکورہ مقصد ناکام ہو جائے گا، اس لیے برقرار نہیں رکھا جا سکتا کہ جب کسی قانون کی زبان غیر واضح ہو، تو اس توضیعات کی تشریح میں، قانون سازی کے ارادے یا ایکٹ [D-E-6] کے مقصد کو دیکھنا ضروری نہیں ہے۔

ریاست یو۔پی۔بنام وجے آنند مہاراج، [1963] 1ایس سی سی 1، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

سیکس پیریج کا کیس، (1844) 11 سی آئی اور ایف 85، صفحہ 143، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

2۔ دفعہ 21-اے کو کوئی پابند معنی دینے کا کوئی جواز نہیں ہوگا جہاں مقننہ نے اشارہ کیا ہو کہ مذکورہ بالا شق دفعہ 22 یا ایکٹ کی کسی دوسری شق یا فی الحال نافذ کسی دوسرے قانون میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود ہے۔اس لیے ایکٹ کی دفعہ 21-اے کو کوئی پابند معنی دینا مناسب نہیں ہوگا۔

[A-B-7؛H-6]

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1991 کی دیوانی اپیل نمبر 9۔

1982 کے سی۔آر۔پی نمبر 3688 میں مدراس عدالت عالیہ کے 31.3.89 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے آر۔سندرو ردھن اور کے۔کے۔مانی۔

ارپوتھم کے لیے ایم۔اے۔کرشنا مورتی، (اے۔ماریا رپوتھم) اور مدعاعلیہ کے لیے ارونا اینڈ کمپنی۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا:

جی بی پٹنائک، جسٹس۔ اس اپیل میں غور کے لیے جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا تمل ناڈو لینڈ ریفارمز (زمین پر حد کا تعین) ایکٹ 1961 کی دفعہ 21-اے توضیعات کیس کے حقائق اور حالات پر لاگو ہوں گی اور اپیل کنندہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، اور اگر ایسا ہے تو کس حد تک؟ جب یہ معاملہ اس عدالت کے دو ججوں کی بینچ کے سامنے درج کیا گیا تو ان کے قائدین نے محسوس کیا کہ اس عدالت کے دو فیصلوں کے درمیان تنازعہ ہے جو دو معز ز ججوں کے ذریعے پیش کیے گئے ہیں، ایک وی۔ گوپال ریڈیار (متوفی) قانونی نمائندوں کے ذریعے اور دیگر بنام ریاست تامل ناڈو اور دیگران، [1995] ضمنی 2 عدالت عظمیٰ کے مقدمات 481 کے معاملے میں، جن میں ہم میں سے ایک فریق تھا یعنی (عزت مآب پنچھی، جے، جیسا کہ وہ اس وقت تھا)، اور دوسرا اے۔ جی۔ وردراجولو اور دیگر بنام ریاست تامل ناڈو اور دیگر، [1998] 4، عدالت عظمیٰ کے مقدمات 239، کے معاملے میں، اور اس طرح معاملہ تین ججوں کی بینچ کے سامنے آیا ہے۔

اپیل کنندہ 43.55 معیاری ایکڑ زرعی آراضی کا مالک تھا۔ اس نے 20.10.1961 پر کچھ زمین بھی خریدی۔ تمل ناڈو لینڈ ریفارمز (زمین پر حدود کا تعین) ایکٹ، 1961، (جسے اس کے بعد" دی ایکٹ" کہا جاتا ہے) 5.4.1960 پر نافذ ہوا۔ ایکٹ کے تحت ایک کارروائی مجاز افسر کی طرف سے شروع کی گئی تھی جو اس نتیجے پر پہنچا کہ اپیل کنندہ کے پاس 30 معیاری ایکڑ کے اجازت شدہ حدود کے رقبے کے اوپر اور اس سے زیادہ اضافی زمین کے طور پر 7.1 معیاری ایکڑ کا قبضہ تھا۔ اپیل کنندہ نے لینڈ کمشنر کے سامنے نظر ثانی دائر کر کے مجاز افسر کے مذکورہ حکم کو چیلنج کیا جس نے بالآخر معاملے کو دوبارہ نمٹانے کے لیے مجاز افسر کے پاس بھیج دیا۔ معاملہ ریمانڈ پر واپس آنے کے بعد مجاز افسر نے ایک نظر ثانی شدہ مسودہ گوشوارہ تیار کیا جس میں اشارہ کیا گیا ہے کہ اپیل کنندہ کے قبضے میں موجود کل اضافی زمین معیاری ایکڑ پر آتی ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اپیل کنندہ کی طرف سے کیے گئے بعد کے حصول کو اضافی زمین کی گنتی کے لیے مدنظر رکھا گیا تھا۔ اپیل کنندہ-زمین کے مالک نے مذکورہ مسودہ گوشوارہ پر اعتراض دائر کیا جس میں یہ دعوی کیا گیا کہ دو نابالغ بیٹوں کے حق میں 28.4.1970 اور 2.5.1970 پر دو بندوبست کیے گئے ہیں اور وہ منتقلی ایکٹ کی دفعہ 21-A کے تحت درست ہیں، اور اس طرح انہیں اپیل کنندہ کے ہاتھوں میں زیادہ سے زیادہ حد کی گنتی سے خارج کیا جانا چاہیے اور اس طرح خارج ہونے پر اپیل کنندہ کو اس کے قبضے میں کوئی اضافی زمین نہیں کہا

جا سکتا۔تاہم مجاز افسر نے مذکورہ اعتراض کو مسترد کر دیا اور اس معاملے کو اپیل میں لے جایا گیا، اپیل بھی مسترد کر دی گئی۔اس کے بعد اپیل کنندہ نے 1982 کے سی ڈبلیو پی نمبر 3688 میں متنازعہ فیصلے کے ذریعے عدالت عالیہ اور عدالت عالیہ میں نظر ثانی کو ترجیح دی جس نے اپیل کنندہ دلیل کو مسترد کر دیا اور نظر ثانی کو مسترد کر دیا، موجودہ اپیل کو ترجیح دی گئی ہے۔عدالت عالیہ نے دفعہ 21-اے توضیعات پر غور کیا جو 15 فروری 1970 سے نافذ ہونے والے 1970 کے تمل ناڈو ایکٹ XVII کے ساتھ ساتھ 1970 کے مذکورہ تمل ناڈو ایکٹ XVII کی دفعہ 3(1) اور 3(2) پر بھی غور کیا اور اس نتیجے پر پہنچی کہ موجودہ معاملے میں کارروائی پرنسپل ایکٹ کے تحت شروع کی گئی ہے اور اسے جاری رکھنا ہے اور اس کے تحت اختتام پذیر ہونا ہے اور اس طرح کی دفعہ 21-اے جو تمل ناڈو لینڈ ریفارمز (زمین کی حدود میں کمی) ایکٹ 1970 (1970 کا ایکٹ XVII) کے ذریعے قانون میں لائی گئی تھی، اس کا کوئی اطلاق نہیں ہوگا۔

اپیل کنندہ کی طرف سے پیش ہوئے ماہر وکیل نے دلیل دی کہ دفعہ 21-اے میں غیر متزلزل شق اور قانون سازوں نے زمین کے مالک کو اپنی زمین کا ایک حصہ 15.2.1970 اور 2.10.1970 کے درمیان منتقل کرنے کی اجازت دی ہے، عدالت عالیہ نے اس نتیجے پر پہنچنے میں سنگین غلطی کی کہ دفعہ 21-A کا موجودہ معاملے پر کوئی اطلاق نہیں ہے۔فاضل وکیل کے مطابق توضیعات 21-اے کا زمینی اصلاحات ایکٹ یا یہاں تک کہ نافذ کسی دوسرے قانون کی تمام دفعات پر غالب اثر پڑتا ہے اور اس لیے مذکورہ شق کا اپنا مکمل کھیل ہونا چاہیے اور اسے کسی بھی طرح سے محدود نہیں کیا جا سکتا تاکہ اس کے عمل کو کسی ایسی کارروائی سے خارج کیا جا سکے جو 1970 کے مذکورہ تمل ناڈو ایکٹ XVII کے نافذ ہونے سے پہلے شروع کی گئی تھی۔اس دعوے کی حمایت میں سوسیلا دیوی امال اور دیگران بنام ریاست مدراس، [1993] 1 عدالت عظمیٰ کے مقدمات 462، اور بنام گوپال ریڈیار اور دیگر بنام ریاست تامل ناڈو اور دیگر [1995] ضمنی 2 عدالت عظمیٰ کے مقدمات 481 کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلوں پر انحصار کیا گیا۔دوسری طرف مدعا علیہ ریاست کی طرف سے پیش ہوئے فاضل وکیل نے دلیل دی کہ مذکورہ تشریح 1970 کے تمل ناڈو ایکٹ XVII کے مقصد کو مایوس کرے گی، یعنی حدود کے رقبے کو 30 معیاری ایکڑ سے کم کر کے 15 معیاری ایکڑ کرنا اور اس لیے، عدالت عالیہ نے صحیح فیصلہ دیا کہ دفعہ 21-A کا کوئی اطلاق نہیں ہوگا۔

حریف عرضیوں کی درستگی کا جائزہ لینے سے پہلے ہمارے لیے مناسب ہوگا کہ ہم وردراجولو کے کیس (اوپر) میں اس عدالت کے فیصلے کا نوٹس لیں کیونکہ اس عدالت کے بنچ نے بظاہر سوچا کہ مذکورہ فیصلے اور وی۔گوپال ریڈیار کے کیس (اوپر) کے فیصلے کے درمیان تنازعہ ہے۔وردراجولو (اوپر) میں غور کے لیے سوال یہ تھا کہ آیا دفعہ 21-دفعہ 3(42) کو اوور رائڈ کرتا ہے؟ دفعہ 3(42) میں سٹرِدھانا زمین کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ اس کا مطلب کوئی بھی زمین ہے جو لینڈ ریفارمز ایکٹ کے آغاز کی تاریخ کو خاندان کی کسی بھی خاتون رکن کے پاس اپنے نام پر ہو۔'منعقد' کے بیان محاورہ کا مطلب دفعہ 3(19) سے ہوگا جو' زمین پر قبضہ کرنے' کی وضاحت کرتا ہے۔دفعہ 21-اے کا دفعہ 3(42) سے بالکل کوئی تعلق نہیں ہے جتنا کہ دفعہ 21-اے کے تحت مقننہ 15-2-1970 اور 2-10-1970 کے درمیان کی گئی کچھ منتقلی کو درست تسلیم کرتا ہے۔لیکن اگر منتقلی کرنے والے کو منتقلی کا کوئی حق نہیں ہوتا تو اس طرح کی منتقلی کی توثیق کرنے والی مقننہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔وردراجولو کے معاملے (اوپر) میں مذکورہ سوال واقعی غور کے لیے پیدا ہوا اور اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ چونکہ منتقلی کرنے والا زمین کو 'سٹرِدھنا لینڈ' کے طور پر نہیں رکھتا تھا اس لیے دفعہ 21-اے توضیعات کا کوئی اطلاق نہیں ہوگا۔وی۔گوپال ریڈیار کے معاملے (اوپر) میں غور کے لیے سوال یہ تھا کہ کیا 1961 کے پیرنٹ ایکٹ 58 کے تحت کارروائی شروع کی گئی تھی لیکن ختم نہیں ہوئی تھی اور تمل ناڈو لینڈ ریفارمز (زمین پر حدود میں کمی) ایکٹ 1970 نافذ ہو گیا تھا کہ آیا 1970 کے ایکٹ XVII کی وجہ سے قانون میں لائی گئی دفعہ A-21 لاگو ہوگی اور اس عدالت نے مثبت جواب دیا۔اس لیے ہمیں مختلف شعبوں میں کام کرنے والے وردراجولو اور گوپال ریڈیار میں عدالت کے فیصلے کے درمیان کوئی تضاد نظر نہیں آتا۔ایم کے ہریہرا آئیر بنام مجاز افسر، لینڈ ریفارمز ترونی ویلی، [1990] (ضمیمہ) ایس سی سی 182 میں اس عدالت کے تین ججوں کے بنچ نے دفعہ 21-اے اور اس کی دفعہ 22 کے اطلاق کے سوال پر غور کیا اور فیصلہ دیا کہ دفعہ 21-اے جو 'دفعہ 22 میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود' کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے، واضح طور پر دفعہ 22 کو مسترد کرتی ہے اور اس لیے دفعہ 21-اے میں مذکور لین دین دفعہ 22 کے تحت تحقیقات کا موضوع نہیں ہوسکتا۔دفعہ 21-اے کی تشریح سوسیلا دیوی (اوپر) کے معاملے میں ایک بار پھر سامنے آئی۔مذکورہ معاملے میں خاندان میں کچھ تقسیم وقفہ وقفہ کے اندر ہوئی تھی۔لیکن عدالت عالیہ اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ مجاز افسر دفعہ 23 کے تحت چھت کے رقبے کا حساب لگائے گا گویا کوئی منتقلی نہیں ہوئی تھی۔اس عدالت نے عدالت عالیہ کے فیصلے کو الٹ دیا اور فیصلہ دیا کہ 1970 کے تمل ناڈو ایکٹ XVII کے تحت کسی شخص کے حدود کے رقبے کو 30 معیاری ایکڑ سے کم کر کے 15 معیاری ایکڑ کرتے ہوئے قانون سازوں

نے دفعہ A-21 میں موجود 15.2.70 سے 2.10.70 کے درمیان ایک چھوٹی سی مدت کے لیے منتقلی کی چھوٹی دے دی ہے اور مذکورہ شق دفعہ 22 یا ایکٹ کی کسی دوسری شق یا فی الحال نافذ کسی دوسرے قانون میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود لاگو ہوگی، اور اس لیے، حد کا حساب لگاتے وقت؛ اگر منتقلی دفعہ A-21 کی کسی دوسری شق کے تحت آتی ہے تو اسے نافذ کرنا ہوگا۔ اس فیصلے پر گوپال ریڈیار کے معاملے (اوپر) میں بھی بھروسہ کیا گیا تھا اور یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ ترمیم شدہ پرنسپل ایکٹ کے تحت حتمی ہولڈنگ کا تعین کرنے کے مقصد کے لیے ترمیم شدہ دفعہ 23 کا اطلاق اصل پرنسپل ایکٹ کے تحت طے شدہ سیلنگ ہولڈنگ پر کرنا ہوگا اور اس مقصد کے لیے دونوں تاریخوں کے درمیان فروخت کے لین دین، یعنی 15.2.70 اور 2.10.70 کو نظرانداز کرنا ہوگا۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ پرنسپل ایکٹ، 70 کے ایکٹ XVII کے تحت چھت کی کارروائی زیر التواء ہے اور پیرنٹ ایکٹ میں دفعہ A-21 داخل کیا گیا ہے، اگر دونوں تاریخوں کے درمیان کوئی زمین رضاکارانہ طور پر کسی تعلیمی ادارے کو منتقل کی گئی ہے تو کہا گیا ہے کہ زمین کو دفعہ A-21 کے تحت خارج کیا جانا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں دفعہ 21-اے کو اس کارروائی پر لاگو کیا گیا تھا جو پیرنٹ ایکٹ کے تحت شروع کی گئی تھی اور زیر التوا تھی جب کہا گیا کہ دفعہ 21-اے کو قانون کی کتاب میں لایا گیا تھا۔ مذکورہ دو فیصلوں کے پیش نظر اور 1970 کے تمل ناڈو ایکٹ XVII توضیعات کا مزید خاص طور پر دفعہ A-21 کا جائزہ لینے پر، ہمیں اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ مذکورہ شق اس کارروائی پر لاگو ہوتی ہے جو اس تاریخ پر زیر التوا تھی جس پر مذکورہ شق کو پیرنٹ ایکٹ میں شامل کیا گیا تھا حالانکہ کارروائی پیرنٹ ایکٹ کے تحت ہی شروع کی گئی ہوگی اور عدالت عالیہ نے یہ کہتے ہوئے غلطی کی کہ دفعہ A-21 کا کوئی اطلاق نہیں ہوگا کیونکہ پیرنٹ ایکٹ کے تحت حدود کی کارروائی شروع کی گئی تھی۔

ہم اس مرحلے پر مدعاعلیہ کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل کی طرف سے پیش کردہ دلائل کو محسوس کر سکتے ہیں کہ ایکٹ کا مقصد حدود کے رقبے کو مزید کم کرنا ہے، دفعہ 21-اے، اگر زیر التواء کارروائی پر لاگو کیا جاتا ہے تو کہا گیا مقصد مایوس ہو جائے گا۔ ہمیں ڈر ہے کہ اس دلیل کو اس حد تک برقرار نہیں رکھا جاسکتا جب کسی قانون کی زبان غیر واضح ہو، اس توضیعات کی تشریح میں قانون سازی کے ارادے یا ایکٹ کے مقصد پر غور کرنا ضروری نہیں ہے۔ جیسا کہ اس عدالت نے ریاست اتر پردیش بنام وجے آنند مہاراج کے معاملے میں کہا ہے، [1963] 1 عدالت عظمیٰ کی رپوٹیں صفحہ 1 رپورٹ کرتا ہے" جب کوئی زبان سادہ اور غیر واضح ہوتی ہے اور صرف ایک معنیٰ کو تسلیم کرتی ہے تو قانون کی تشریح کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا ہے، کیونکہ ایکٹ خود بیان کرتا ہے"۔

سیکس پیرج کیس (1844) 11 سی آئی اینڈ ایف 85، صفحہ 143 ٹنڈل چیف جسٹس میں اس طرح کہا گیا ہے کہ" اگر قانون کے الفاظ اپنے آپ میں عین مطابق اور غیر واضح ہیں تو ان الفاظ کو ان کے فطری اور عام معنوں میں بیان کرنے کے علاوہ اور کچھ ضروری نہیں ہو سکتا اور ایسے معاملات میں الفاظ خود ہی قانون ساز کے ارادے کا بہترین اعلان کرتے ہیں۔" اس کے علاوہ، جب کہ مقننہ نے حدود کے رقبے کو 3 معیاری ایکڑ سے 15 معیاری ایکڑ تک کم کرنے کا ارادہ کیا تھا، انہوں نے خود دفعہ 21-اے داخل کر کے منتقلی کی چھٹی فراہم کی جیسا کہ اس عدالت نے سوسلا دیوی کے معاملے (اوپر) میں قرار دیا ہے اور دفعہ 21-اے کی مذکورہ شق کو کوئی پابند معنی دینے کا کوئی جواز نہیں ہوگا جہاں مقننہ نے اشارہ کیا ہے کہ مذکورہ شق دفعہ 22 میں یا ایکٹ کی کسی دوسری شق میں یا اس وقت نافذ کسی دوسرے قانون میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود ہے۔ معاملے کے اس نقطہ نظر میں ہمارے لیے یہ مناسب نہیں ہوگا کہ ہم ایکٹ کی دفعہ 21-اے کو کوئی پابند معنی دیں جیسا کہ مدعا علیہ کے وکیل نے دعوی کیا ہے۔

مذکورہ بالا احاطے میں عدالت عالیہ کے ساتھ ساتھ ایکٹ کے تحت حکام کے متنازعہ فیصلے کو منسوخ کیا گیا ہے اور ہم یہ مانتے ہیں کہ دفعہ 21-اے توضیعات مقدمے کے حقائق پر لاگو ہوں گی بشرطیکہ، مذکورہ شق کے تمام ضروری اجزاء کو راغب کیا جائے۔ اس اپیل کی اسی کے مطابق منظوری دی جاتی ہے اور اس فیصلے میں ہماری طرف سے مقرر کردہ قانون کی روشنی میں معاملے کو دوبارہ گنتی کے لیے مجاز افسر کے پاس واپس بھیج دیا جاتا ہے۔

وی ایس ایس

اپیل کی منظوری دی گئی۔